© rasailojaraid.com

عالم اسلام کی تجدیدی و اصلاحی تحریکات

اپنے سیاسی پس منظر میں

محمود احمد غازی

(۲)

سلطنت مغلیہ ہندوستان

اٹھارویں صدی شمسی کے ابتدائی سات سال محی الدین محمد اورنگ زیب عالمگیر (متوفی ۱۷۰۷ء) کے عہد حکومت کے آخری ایام تھے۔ اورنگ زیب نے جو فی الحقیقت مسلم ہندوستان کا آخری مسلمان حکمراں تھا نہایت مصروف اور بھر پور زندگی گذاری۔ اس کی کل مدت حکومت باون ۵۲ سال ہے، اسلامی ہندوستان کی تاریخ میں اس قدر طویل مدت تک کوئی فرمانروا تخت سلطنت پر نہیں رہا۔ اورنگ‌زیب عالمگیر کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ اس نے ہندوستان کی ڈوبتی ہوئی مسلم حکومت کو نہ صرف سہارا دیا بلکہ اس کی عمر میں بھی خاصا اضافہ کر دیا، اس سلسلہ میں اس کو نہ صرف ان سینکڑوں عوامل و محرکات کے خلاف جنگ کرنی پڑی جو مغلیہ سلطنت کو تباہی کے گڑھے میں قریب قریب دھکیل چکے تھے بلکہ اس نے ان قوتوں سے بھی نبرد آزمائی کی جو مغلوں کی جگہ لینے کے لئے تیزی سے ابھر رہی تھیں۔ انسانی تاریخ میں بہت کم ایسی شخصیتیں نظر آتی ہیں جنھوں نے اس قدر غیر موافق حالات میں یکہ و تنہا ہوکر بھی تاریخی عمل کا دھارا موڑ دیا ہو اور تاریخی قوتوں کو اپنے اثرات ظاہر کرنے سے ایک طویل عرصہ کے لئے روک دیا ہو، اورنگ زیب عالمگیر کا شمار بلا شبہ انھی تاریخی شخصیتوں میں ہوتا ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اٹھارویں صدی شمسی کا جب آغاز ہو رہا تھا تو اورنگ‌زیب ایک طرف متھرا میں جاٹوں، مالوہ میں چیت‌رائے اور چتراسل رائے، پٹیالہ اور الور میں ستنامیوں اور پنجاب میں سکھوں سے برسر پیکار تھا، دوسری طرف جنوب میں مرہٹوں اور مارواڑ میں راجپوتوں کی بغاوت جاری تھی(۱) -

۱۷۰۷ء اورنگ زیب عالمگیر کی وفات کے بعد اس کے بیٹوں میں جانشینی کی جنگ چھڑ گئی - اس جنگ میں اس کا سب سے بڑا بیٹا معظم شاہ کامیاب ہوا اور بہادر شاہ کے لقب سے تخت دہلی پر بیٹھا، لیکن یہ جنگ ابھی پورے طور پر ختم بھی نہ ہونے پائی تھی کہ نئے حکمراں کو تخت نشینی کے فوراً ہی بعد اپنے ایک اور بھائی کام‌بخش کے خلاف جنگ کرنی پڑی، بالآخر دو سال کی معرکہ آرائی کے بعد ۱۷۰۹ میں کام بخش کو شکست ہوئی اور بہادر شاہ نے بلا شرکت غیرے حکومت کرنی شروع کی- حکومت پر مکمل اختیار حاصل کر لینے کے بعد اس نے سب سے پہلا قدم یہ اٹھایا کہ تشیع کا رنگ اختیار کر لیا اور اورنگ‌زیب کی جاری کردہ بہت سی پالیسیاں بدل ڈالیں (۲) - مرہٹوں اور راجپوتوں کے معاملہ میں اس کا رویہ نرم بلکہ نیازمندانہ ہو گیا، لیکن جلد ھی مرہٹوں میں آپس میں خانہ جنگی ہوگئی جس کی وجہ سے سردست ان کی ترکتازیوں کا رخ مغلوں کی طرف نہ رہا، راجپوتوں سے

---

۱ - اوون سڈنی : ہندوستان کی حالت کمپنی کے عہد میں - ترجمہ سید ہاشمی فریدآبادی ، مطبوعہ حیدرآباد دکن ۱۹۴۰ صفحات ۱۰۱ - ۱۱۷، رچرڈ برن (ایڈیٹر) Cambridge History of India جلد چہارم ، صفحات ۲۸۱ - ۳۱۸ وغیرہ میں اورنگ زیب کے ان مصروفیات کی مختصر تفصیلات مل سکتی ہیں-

۲ - محمد میاں دہلوی : علمائے ہند کا شاندار ماضی، حصہ دوم مطبوعہ مرادآباد، تاریخ اشاعت درج نہیں صفحات ۸۱ - ۸۲ لیکن ڈاکٹر سید معین الحق کی رائے میں بہادرشاہ کے بارے میں مشہور تھا کہ وہ شیعہ مذہب کی طرف رجحان رکھتا ہے - اس تاثر کو اس کے ان احکام سے بھی تقویت ملی جن کے مطابق اس نے خطبہ میں حضرت علی کے لئے وصی مصطفی کی اصطلاح استعمال کرنے کا حکم دیا تھا - ان احکامات پر عوام نے شدید اعتراض کیا، لاھور میں تو کچھ دنوں تک سرے سے خطبہ پڑھا ھی نہ جاسکا - بعد میں بعض علماء کے سمجھانے سے بہادر شاہ نے یہ احکامات واپس لے لئے - A History of Freedom Movement جلد اول ، مطبوعہ کراچی ۱۹۵۷ صفحہ ۸۵

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بہادر شاہ نے خود صلح کرلی اور ان کو داخلی خود مختاری دیدی ۔ مرہٹوں اور راجپوتوں سے کچھ دیر کے لئے یکسوئی حاصل ہوئی تھی کہ پنجاب میں سکھوں نے بندے سنگھ کی سرکردگی میں بغاوت کردی جس کو فرو کرنے کے لئے بہادر شاہ خود فوج لے کر گیا اور باغیوں کی فوجوں کو تتربتر کر آیا ۔

۱۷۱۲ میں بہادر شاہ کے انتقال پر پھر جنگ اقتدار شروع ہوگئی جس کے نتیجہ میں اس کا سب سے بڑا اور سب سے زیادہ نالائق لڑکا جہاندار شاہ اپنے تینوں چھوٹے بھائیوں کو موت کے گھاٹ اتار کر تخت نشین ہوا ۔ اس مہم میں ذوالفقار خاں نامی ایک شیعہ سردار جہاندار شاہ کا دست راست تھا، جہاندار شاہ نے تاج پہنتے ہی سب سے پہلے ذوالفقار خاں کی خدمات کا صلہ چکایا اور اس کو اپنا وزیر اعظم مقرر کیا ۔ جہاندار شاہ کا دور حکومت اپنے تمام پیشروؤں کے مقابلہ میں بدترین دور تھا، بدنظمی، ھنگامے، ماردھاڑ، بدامنی اور بداخلاقی بہت جلد اپنے عروج کو پہنچ گئی، جہاندارشاہ کے دور حکومت میں برصغیر کی اخلاقی حالت کے بارے میں تاریخ ہندوستان کے ممتاز مورخ مولوی ذکاءاللہ لکھتے ہیں :

''جہاندار شاہ کے عہد ناپائیدار میں فسق و فجور کی بنیاد مستحکم ہوئی، قوالوں اور کلاوتوں و ڈوم ڈھاریوں کے گانے اور راگ کا بازار گرم ہوا، قریب تھا کہ قاضی قرابہ کش اور مفتی پیالہ نوش ہو،،(۳) ۔ لیکن یہ صورت زیادہ عرصہ نہ رہی، چند ہی ماہ بعد جہاندارشاہ کا بھتیجا فرخ سیر پسر اعظم شاہ اس کے مقابلہ میں تخت کا دعویدار بن کر اٹھ کھڑا ہوا اور بارھہ کے دو شیعہ بھائیوں حسین علی اور عبداللہ کے تعاون سے تخت پر قابض ہوگیا، تخت پر قبضہ کرتے ہی اس نے سب سے پہلے جہاندار شاہ کو قتل کرادیا(۴) ۔

فرخ سیر نہایت ہی کمزور حکمران ثابت ہوا ۔ اس نے حکومت کے تمام

---

۳ ۔ مولوی ذکاءاللہ : تاریخ ہندوستان، جلد ۹ صفحہ ۸۹

۴ ۔ ڈاکٹر معین الحق : حوالہ ماقبل صفحہ ۸۸ ۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

معاملات سادات بارھہ کو سونپ دئے، عبداللہ خاں کو وزیر اعظم اور حسین علی خاں کو فوج کا کمانڈرانچیف بنادیا(۵)۔ یہ دونوں بھائی اس قدر بااختیار و بارسوخ ہوگئے تھے کہ انھوں نے بادشاہ‌گروں کی حیثیت اختیار کرلی اور ایک مدت تک اپنی اس حیثیت کو قایم رکھا۔ جس کو اپنے ڈھب کا پاتے تخت حکومت پر لابٹھاتے اور جب اس سے دل بھر جاتا یا اس سے ناراض ہو جاتے اسے چلتا کردیتے، فرخ سیر نے ایک آدھ بار ان لوگوں کے اثر سے آزاد ہوکر خودمختار ہونے کی کوشش بھی کی لیکن کچھ پیش نہ گئی۔ بادشاہ اور عام لوگوں کو اپنا مخالف دیکھ کر ان لوگوں نے اپنی پوزیشن مزید مضبوط بنانے کی خاطر مرھٹوں کی خوب خوب سر پرستی کی، ان کو مغلیہ سلطنت میں اپنے کارندے مقرر کرکے مال گذاری وصول کرنے کا اختیار دے دیا، مختلف سرکاری محکموں میں دل کھول کر ان کو بڑے بڑے عہدے دیے۔ مرھٹوں نے بھی حق نمک خاصا ادا کیا اور آگے چل کر فرخ سیر کو برخاست کرانے میں سید برادران کی پوری پوری مدد کی(۶)۔

فرخ سیر کے دور حکومت میں پھر راجپوتوں، جاٹوں اور سکھوں نے سر اٹھایا، مارواڑ میں اجیت‌سنگھ نے فتنہ پیدا کرکے بہت سے شر پسندوں کو اکسا دیا تھا اور کئی شہروں پر قبضہ کر لیا تھا، اس کی سرکوبی کے لئے حسین علی کو بھیجا گیا، اس نے جا کر اجیت سنگھ کا زور توڑا۔ آگرے کے قریب جاٹوں نے لوٹ مار شروع کر رکھی تھی ان کو بھی درست کیا گیا، پنجاب میں سکھوں نے بغاوت کرکے نہ صرف لوھاگڑھ پر قبضہ کر لیا تھا بلکہ وہ ڈوسرے مغل علاقوں میں بھی در آئے تھے، سکھوں کی بھی سرکوبی کی گئی

۵۔ مولوی ذکاءاللہ: حوالہ ما قبل، صفحات ۱۰۷-۱۰۸۔

۶۔ تفصیلات کے لئے دیکھئے حوالہ ماقبل، صفحات ۱۳۰-۱۴۹، نیز سید محمد لطیف: History of the Punjab کلکتہ ۱۸۹۱ صفحات ۱۸۸-۱۸۹ واضح رہے کہ مصنف کا نقطہ نظر نہایت متعصبانہ ہے اور انھوں نے واقعات کی تعبیر اپنے مخصوص نقطہ نظر سے کی ہے، نیز اشتیاق حسین قریشی: Ulema in Politics کراچی ۱۹۷۲، صفحہ ۱۰۲۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اور ان کے لیڈر بیراگی بندے سنگھ کو اس کے بہت سے ساتھیوں سمیت قتل کر دیا گیا۔ اس واقعہ سے سکھوں کا زور بہت حد تک ٹوٹ گیا اور انھوں نے ایک عرصہ تک مغل حکومت کے خلاف کوئی حرکت نہیں کی، گو اندر ھی اندر خود کو ایک بڑے ھنگامہ کے لئے تیار کرتے رھے(۷)۔

۱۷۱۹ میں فرخ‌سیر نے ایک بار پھر سادات بارھه سے گلو خلاصی کی کوشش کی اس کو اس سادات بارھه سے تو گلو خلاصی حاصل نہ ھوسکی ھاں غم روزگار سے ضرور گلوخلاصی حاصل ھوگئی۔ اس زمانہ میں حسین علی دکن کا گورنر تھا، اس نے مرکزی حکومت کے خلاف مرھٹوں سے ساز باز کرکے دھلی پر حملہ کردیا اور فرخ سیر کو تخت سے اتار کر پہلے اندھا کردیا اور پھر قتل کر ڈالا۔ اب ان لوگوں نے پے در پے دو ''بادشاھوں،، رفیع الدرجات اور رفیع الدولہ کو تخت دھلی پر بٹھایا لیکن اپنے مطلب کا نہ پاکر دونوں کو رخصت کردیا اور روشن اختر نامی ایک مغل شہزادے کو محمد شاہ کے نام سے تخت دھلی پر بٹھادیا۔ یہ وھی محمد شاہ ھے جو اپنی عیاشی طبع اور رنگینی مزاج کے سبب اردو لٹریچر میں محمد شاہ رنگیلے کے نام سے مشہور ھے۔ تخت نشینی کے وقت یہ بالکل ناتجربہ کار نوجوان تھا اس لئے اپنے پیش روؤں کے مقابلہ میں سادات بارھه کا کچھ زیادہ ھی دست نگر تھا۔ نتیجہ وھی ھوا جو ایسے مواقع پر ھوا کرتا ھے، سید برادران پر وہ برائے نام روک ٹوک بھی باقی نہ رھی جو ان پر اس سے قبل تھی، اب وہ بالکل ھی خود مختار ھوگئے لیکن ظاھر ھے کہ یہ صورت حال دوسرے سرداروں کے لئے خوشگوار نہ ھوسکتی تھی، انھوں نے اس سازشی گروہ کا خاتمہ کرنے کے لئے خفیہ خفیہ کوششیں شروع کردیں۔ ادھر محمد شاہ رنگیلا بھی اب ان لوگوں کی بالادستی اور ''سرپرستی،، سے تنگ آگیا تھا، اس نے سادات بارھه کے مخالف گروہ کے قائد نظام الملک میر قمرالدین چین قلیچ خان کی طرف دست تعاون بڑھایا، دکن میں جہاں

۷۔ تفصیلات کے لئے دیکھئے حوالہ ما قبل، صفحہ ۱۸۸

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ایک عرصہ سے حسین علی گورنر چلا آرہا تھا نظام الملک کو خاصی مقبولیت اور اثر و رسوخ حاصل تھا۔ حسین علی نے جوں ہی یہ محسوس کیا کہ نظام الملک کی ذات ان دونوں بھائیوں کے اقتدار کے لئے بڑا خطرہ بن رہی ہے اس نے نظام الملک کو قوت سے کچل دینا چاہا، لیکن وہ خود ہی اس معرکہ میں میں مارا گیا، ادھر دارالحکومت دھلی میں جب عبداللہ نے یہ دیکھا کہ وہ تنہا رہ گیا ہے اور اس کے حریف نظام الملک نے اس کے بھائی کو قتل کردیا ہے اور دوسری طرف بادشاہ کی ہمدردیاں بھی مخالف گروہ ہی کے ساتھ ہیں تو اس نے اپنا آخری پانسا پھینکا اور رنگیلے کو تخت سے اتار کر ایک اور شخص محمد ابراھیم کو تخت دھلی پر بیٹھانا چاھا، لیکن اس کی یہ کوشش کامیاب نہ ہوسکی اور اس کو محمد ابراھیم سمیت گرفتار کر کے قید کردیا گیا، اس طرح بالآخر بعد از خرابی بسیار سادات بارھہ کے اس فتنہ پرور گروہ کا خاتمہ ہوا۔

محمد شاہ رنگیلا کے دور حکومت میں پنجاب میں سکھوں کا دوبارہ عروج شروع ہوا، گرو نانک متوفی ۱۵۳۸ء نے یہ تحریک ابتداءاً ھندو مذھب میں اصلاح کے نام سے قائم کی تھی، ایکن بالآخر یہ ''اصلاح،، خود بھی اسی فساد اور انہی برائیوں کا شکار ہوگئی جو ھندوؤں میں موجود تھیں اور جن کو ختم کرنے کے لئے یہ تحریک شروع کی گئی تھی۔ تقریباً سو سال تک یہ ایک خالص مذھبی تحریک رھی، لیکن شاہ جہاں پسر جہانگیر کے دور میں ان لوگوں نے اپنی جماعت کو ایک نیم فوجی نیم مذھبی تنظیم میں بدل دیا۔ اس طرح کی نئی نئی تنظیموں میں ابتداءاً جو جوش و خروش اور مخالفین کے خلاف شدت ہوا کرتی ہے وھی ان لوگوں میں بھی پیدا ہوگئی۔ اب ان لوگوں نے مغلوں سے جنگ شروع کردی اور پنجاب اور راجپوتانہ کے علاقوں میں کافی بدامنی پیدا کی، لیکن شاہ جہاں نے ان کا زور بڑی حد تک توڑ دیا تھا، اورنگ زیب کے زمانے میں اس نیم مذھبی جنگجو گروہ نے پھر سر اٹھایا لیکن اورنگ زیب نے اس بغاوت کو کچل دیا اور سکھوں کے نویں گرو تیغ بہادر کو پھانسی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

دیدی(۸)، اورنگ‌زیب ھی کے آخری دور میں سکھوں نے اپنی اس نیم فوجی تنظیم کو ایک مکمل فوجی تنظیم میں بدل لیا اور متعدد مذھبی رسمیں بھی اپنا لیں - پانچ کاف (کڑا، کچھا، کنگھا، کرپان، کیس) کا اصول بھی اسی دور کی یادگار ھے - اس نئی فوجی تنظیم پر بھی اورنگ‌زیب کے جانشین بہادر شاہ نے کاری ضرب لگائی اور سکھوں کو تتربتر کر کے ان کی قوت کو ایک عرصہ کے لئے منتشر کردیا - اب تقریباً چالیس پچاس برس کے بعد محمد شاہ رنگیلا کے دور میں ان لوگوں نے ایک نئے جذبہ اور جوش کے ساتھ مسلمانوں کے خلاف جنگ شروع کر دی - اور شمالی مغربی ھندوستان میں مغل حکومت کے لئے ایک مہیب خطرہ بن گئے -

محمد شاہ رنگیلا کا دور حکومت ھندوستان میں اسلامی حکومت کے زوال میں فیصلہ کن حیثیت رکھتا ھے، اس دور میں پے در پے ایسے واقعات رونما ھوئے جنھوں نے مغل حکومت کی بوسیدہ عمارت کو جو عرصہ سے کھوکھلی ھورھی تھی دھڑام سے گرادیا - محمد شاہ ھی کے زمانے میں مغل سلطنت کی تقسیم بھی شروع ھوگئی، یوں تو اکثر و بیشتر صوبائی حکومتیں پہلے ھی سے بڑی حد تک خود مختار ھوچکی تھیں لیکن کسی صوبے نے باقاعدہ طور پر طور پر علیحدگی اختیار نہیں کی تھی - جنوبی ھند میں گو مرھٹوں نے زور پیدا کر کے مالوہ گجرات اور اڑیسہ وغیرہ میں بہت کچھ اثر پیدا کرلیا تھا لیکن اس کی بھی کوئی باقاعدہ اور منظم حیثیت نہ تھی، اب پہلی مرتبہ تین صوبوں نے باقاعدہ طور پر جداگانہ ریاستوں کی صورت اختیار کرلی،یہ صوبے اودھ، بنگال اور حیدرآباد تھے -

حیدرآباد میں نظام خاندان کی وہ مستحکم حکومت قائم ھوئی جو دوسو سال تک جنوبی ھندوستان میں اسلامی علوم و فنون اور مسلم تہذیب و تمدن

---

۸ - حوالہ ما قبل : حصہ سوم، باب اول، صفحات ۲۴۰ - ۲۷۳

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کا مرکز رہی۔ اس حکومت کا بانی نظام الملک میر قمرالدین چین قلیچ خاں الملقب بہ آصف‌جاہ اول تھا جس نے سادات بارھہ کا خاتمہ کرکے ہندوستان کا سیاسی اسٹیج اپنے لئے خالی کرا لیا تھا، نظام الملک آصف جاہ اول کو حیدرآباد میں پہلے ھی سے خاصا اثر و رسوخ حاصل تھا جس کو اس نے استعمال کیا اور بالتدریج ایک خودمختار فرمانروا کی حیثیت اختیار کرکے ایک نئے حکمران خاندان کی بنیاد رکھدی۔ اس خاندان کا آخری فرمانروا میر عثمان علی خاں ستمبر ۱۹۴۸ میں بھارتی افواج کے ھاتھوں سقوط حیدرآباد تک حکمران رہا۔ اودھ میں میر محمد امین المعروف بہ سعادت خاں نے خود مختاری حاصل کرکے ایک نئے خاندان کی بنیاد رکھی، محمد شاہ رنگیلے کے ابتدائی دور میں یہ شخص پہلے آگرہ اور پھر اودھ کا گورنر بنا تھا، ۱۷۳۹ میں صفدر جنگ اس کا جانشین ھوا۔ صفدر جنگ نے آگے چل کر مغل حکومت میں وزارت عظمیٰ کا منصب بھی حاصل کیا۔ ادھر بنگال میں مرشد قلی خاں نے اورنگ‌زیب کے بعد ھی سے ایک گونہ نیم خود مختاری حاصل کر لی تھی جو بہت جلد مکمل خودمختاری میں تبدیل ھوگئی۔ مرشد قلی خاں کی وفات کے بعد اس کا بیٹا شجاع الدین اور پوتا سرفراز خاں بالترتیب اس کے جانشین ھوئے۔ اس زمانے میں بہار اور اڑیسہ کے صوبے بھی بنگال میں شامل تھے۔ ۱۷۴۰ میں بہار میں سرفراز خاں کے نائب گورنر وردی خاں نے بغاوت کر کے پورے بنگال کی حکومت پر قبضہ کرلیا۔ یہ وہ زمانہ ھے جب بنگال میں انگریزوں کی ''تجارت،، روز بروز تیزی کے ساتھ بڑھتی جارھی تھی اور اب بنگال میں ان کی حیثیت ایک تاجر جماعت سے بڑھ کر ایک نیم فوجی سیاسی جماعت کی ھو چکی تھی۔

دوسری طرف شمال اور شمال مشرق میں روھیلہ پٹھانوں کا اثر و رسوخ دن‌بہ‌دن بڑھتا جارھا تھا۔ انھوں نے اگرچہ ابھی تک کسی باقاعدہ حکومت کی بنا نہ ڈالی تھی تاھم وہ شمالی ہندوستان کی ایک اھم سیاسی قوت ضرور

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بن گئے تھے ۔ آگے چل کر روھیلوں نے ھندوستان کی تاریخ میں نمایاں سیاسی اور فوجی کردار ادا کیا ۔

اس افراتفری سے فائدہ اٹھا کر بہت سی قوتوں نے جنوبی ایشیا کے اس ''مرد بیمار،، میں سے اپنا حصہ بٹانا چاہا ۔ مغربی طاقتیں سولھویں صدی عیسویں کے اوائل ھی سے ھندوستان پر نظریں جمائے ھوئے تھیں ۔ ابتدائی ڈھائی صدیوں تک پرتگالی، ڈچ، اسپینی، فرانسیسی اور انگریز تاجروں کے کے بھیس میں آتے جاتے رھے، یہ لوگ گو آپس میں لڑتے جھگڑتے رھتے تھے لیکن مسلمانوں یا ھندوستان کے دوسرے مقامی لوگوں سے ان کی کبھی کوئی خاص کش مکش نہیں رھی ۔ مسلمان حکمرانوں کے فیاضانہ اور رحمدلانہ سلوک سے فائدہ اٹھاتے ھوئے ان لوگوں نے اپنے لئے بہت سی مراعات حاصل کرلیں ۔ سترھویں صدی کے وسط تک انگریزوں نے دوسرے ''تاجروں،، کو قریب قریب بے دخل کر کے صرف اپنی اجارہ داری قائم کرلی اور بمبئی، سورت، مدراس، کلکتہ اور چاٹگام وغیرہ میں اپنی تجارتی کوٹھیاں بنالیں، یہ لوگ ابتداءاً مغل حکومت کو تین ھزار روپیہ سالانہ ڈیوٹی ادا کیا کرتے تھے لیکن اورنگ‌زیب نے یہ معمولی رقم بھی معاف کردی(۹)، مگر اس معافی کا صلہ انگریزوں نے شرمناک احسان فراموشی کی شکل میں دیا اور ۱۶۸۶ میں بنگال میں مغل افواج کے مرکز پر حملہ کر دیا ۔ بنگال کے گورنر شائستہ خان نے انگریزوں کی تمام فیکٹریاں اور دوسری اسلاک ضبط کر کے ان کو ایک خاص علاقہ میں محدود کردیا ۔ ۱۶۸۸ میں انگریزوں کے ایک بحری دستہ نے نہ صرف مغل بحری دستہ کے کئی جہاز پکڑ لئے بلکہ حج کو جانے والے بعض حجاج کو بھی قید کرلیا ۔ اورنگ زیب نے اس شرارت کا سختی سے نوٹس لیا اور انگریزوں کی تمام جائدادیں ضبط کر کے تمام انگلستانی باشندوں کو

---

۹ - بحوالہ پروفیسر کے علی : A New History of Indo-Pakistan Since Muslim Rule
ڈھاکہ ۱۹۶۹ صفحہ ۳۷۶

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اپنی قلمرو سے نکل جانے کا حکم دے دیا، لیکن انگریزوں نے نہایت الحاح۔ زاری کے ساتھ معافی مانگ لی اور جرمانہ ادا کرکے وہی سابقہ مراعات دوبارہ حاصل کر لیں (۱۰)۔ دس سال بعد ۱۶۹۸ء میں ان کو بعض علاقوں کی زمینداری بھی عطا کردی گئی۔ ۱۷۰۰ء میں انگریزوں نے کلکتہ میں قلعہ ولیم تعمیر کیا جو آگے چل کر انگریزوں کی استعماری تحریک کا صدر مرکز ثابت ہوا۔

محمد شاہ رنگیلے کے دور حکومت میں ہندوستان کو منجملہ دوسرے مصائب کے حملۂ نادری کا بھی سامنا کرنا پڑا، نادرخاں ایران کا افشار قبیلہ کا ایک معمولی فوجی سردار تھا جو وہاں کی افراتفری سے فائدہ اٹھا کر حکمران بن بیٹھا تھا۔ ابتداءً اس نے مغربی اور شمالی مغربی سمت میں اپنے مقبوضات کو وسعت دینی چاہی، اس سلسلہ میں اس نے دولت عثمانیہ سے بھی کئی مرتبہ جنگیں کیں لیکن وہاں سے ناکامی کا منہ دیکھنے کے بعد اس نے مشرق کا رخ کیا، اور قندھار، کابل اور غزنی پر قبضہ کرتے ہوئے وہ درۂ خیبر کے راستہ ہندوستان میں وارد ہوا، یہاں اس نے اٹک کے مقام پر دریائے سندھ کو عبور کیا اور آگے بڑھ کر سلطنت مغلیہ کی کمزوری اور بدنظمی سے فائدہ اٹھا کر ہندوستان کو تاخت و تاراج کر ڈالا۔ یہ واقعہ ۱۷۳۸-۱۷۳۹ کا ہے، مغلوں کی بے پرواہی کا اندازہ اس امر سے لگا یا جا سکتا ہے کہ لاہور پر قبضہ کرنے کے بعد نادرشاہ نے مغل شہنشاہ محمد شاہ کو متعدد انذار نامے بھیجے، لیکن اس نے ان تحریروں کو درخوراعتناء ھی نہ سمجھا اور مذاق و استہزاء میں اس کی ان دھمکیوں کو اڑا دیا۔ ایک مرحلہ پر یہ تجویز بھی سامنے آئی کہ دو کروڑ روپیہ دے کر نادر شاہ سے جان چھڑا لی جائے، نادرشاہ بھی اس پر متفق ہوگیا تھا لیکن برہان‌الملک سعادت خاں جو نظام‌الملک کے سیاسی مخالفین میں سے تھا عین موقع پر نادر خاں سے مل گیا اور اس کو یہ باور

۱۰۔ حوالہ ما قبل، صفحہ ۳۷۶-۳۷۷

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کرایا کہ دھلی پر حملہ اور قبضہ کی صورت میں دو کروڑ سے کہیں زیادہ رقم ملنے کی توقع ہے، اس لئے دانشمندی کا تقاضا ھے کہ اس تجویز کو کالعدم قرار دیکر دھلی پر قبضہ کرنے کی کوشش کی جائے(۱۱)۔ بالآخر ۱۲ مارچ ۱۷۳۹ کو نادرشاہ دھلی میں داخل ھوگیا اور اس کے بعد جو ھوا وہ تاریخ کے طلبہ سے ڈھکا چھپا نہیں۔ دھلی کے باشندوں نے جو اب تک خواب غفلت میں سو رہے تھے مزید غفلت کا ثبوت یہ دیا کہ نہ صرف نادرشاہ کے چند سپاھیوں کو قتل کردیا بلکہ جب نادرشاہ دھلی میں فاتحانہ داخل ھوکر ایک گلی سے گذر رہا تھا تو قریب کے کسی مکان سے اس پر فائرنگ کی گئی۔ اس حرکت پر غضبناک ھوکر نادرشاہ نے قتل عام کا حکم دے دیا، صرف ایک روز میں ڈیڑھ لاکھ بے گناہ شہری قتل کردئے گئے، بالآخر نظام الملک کی درخواست پر شام کے وقت یہ قتل عام بند ھوا۔ قتل عام کے بعد لوٹ مار شروع ھوئی دھلی کے مختلف سرداروں اور ممتاز باشندوں پر بھاری تاوان جنگ عائد کیا گیا، سرکاری خزانہ تقریباً سارا کا سارا لوٹ لیا گیا۔ لوٹے جانے والے سرکاری خزانے کی تفصیلات بیان کرتے ھوئے ممتاز مورخ پروفیسر شیخ عبدالرشید لکھتے ھیں:

''موتیوں، ھیروں اور سرکاری خزانے سے لوٹے جانے والے دوسرے جواھرات کی مالیت کے بارے میں کہا جاتا ھے کہ اس کا اندازہ ھی نہیں کیا جاسکتا، ان جواھرات میں شاھجہاں کا ''عجیب و غریب تخت طاؤس بھی شامل تھا جس کے صرف جواھرات کی قیمت — تخت کی قیمتی دھاتوں کی مالیت کا حساب لگائے بغیر — دو کروڑ روپے تھی،،(۱۲)۔ اس لوٹ مار سے فارغ ھوکر نادرشاہ جب واپس ایران گیا تو وہ اس قدر دولتمند ھو چکا تھا کہ اس نے پورے ایران میں تین سال کے لئے تمام ٹیکس، محصولات اور مالیہ جات معاف کردئے(۱۳)۔

---

۱۱ - شیخ عبدالرشید A Short History of Pakistan جلد سوم (مرتبہ اشتیاق حسین قریشی)، کراچی ۱۹۶۷، صفحہ ۱۳۰۔

۱۲ - حوالہ ما قبل، صفحہ ۱۳۱

۱۳ - ایضاً۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۱۷۴۸ میں محمد شاہ رنگیلے کے انتقال کے بعد اس کا بیٹا احمد شاہ اس کا جانشین ہوا۔ احمد شاہ انتظام، لیاقت اور حکومتی صلاحیتوں کے اعتبار سے اپنے باپ اور پیشرو سے بھی گیا گزرا تھا اس میں نہ مردم شناسی تھی کہ بہتر کام کے لئے بہتر اشخاص کو مقرر کرسکتا اور نہ اس میں اتنی صلاحیت تھی کہ امور مملکت اور کاروبار سلطنت کی دیکھ بھال خود کرسکے، اس کا بیشتر وقت باپ کی سنت کے مطابق عیاشیوں اور رنگ رلیوں میں گذرتا تھا۔ صفدر جنگ امور مملکت کا مختار کل بن گیا تھا، اس نے اپنے ذاتی مفادات کے لئے نہ صرف مسلمانوں کے مفاد کو نقصان پہنچایا بلکہ محض اپنے سیاسی مخالفین کو نیچا دکھانے کے لئے اس نے مرہٹوں اور جاٹوں کے اثرات کو بڑھایا اور اس طرح ان کو دارالحکومت دھلی کی ایک نہایت مضبوط سیاسی قوت بنادیا(۱۴)۔

احمد شاہ کے شش سالہ دور حکومت میں افغانستان کے حکمراں غازی احمد شاہ ابدالی نے دوسری بار ہندوستان پر حملہ کیا۔ اس سے قبل بھی اس کی ایک مختصر سی جھڑپ محمد شاہ رنگیلے کے دور حکومت کے آخری سال (۱۷۴۸) میں ہوچکی تھی، اگلے سال (۱۷۴۹ میں) بھی اس نے ایک حملہ ہندوستان پر کیا لیکن اس میں بھی کوئی خاص کامیابی حاصل کئے بغیر لاھور ھی سے واپس ھوگیا۔ ۱۷۵۱ میں احمد شاہ نے ہندوستان پر تیسرا حملہ کیا اور ملتان و پنجاب کے بیشتر علاقے اپنی سلطنت میں شامل کرلئے۔

چند سال بعد ۱۷۵۴ میں غازی الدین نے احمد شاہ کو تخت سے اتار کر اندھا کردیا اور ایک مغل شہزادے کو عالمگیر ثانی کے لقب سے تخت پر بٹھایا اور عملاً معاملات کا مختار خود بن گیا، اس سے اس کے حوصلے بڑھے، ۱۷۵۶ میں اس نے پنجاب کے معاملات میں فوجی اور سیاسی مداخلت کرکے ایک شخص آدینہ بیگ کو وھاں کا گورنر مقرر کردیا۔ احمد شاہ ابدالی نے

---

۱۴ - تفصیلات کے لئے دیکھئے : A History of Freedom Movement جلد اول، صفحات ۱۰۷ - ۱۱۱ نیز مولوی ذکاء اللہ : حوالہ ما قبل، جلد نہم صفحہ ۳۰۰ نیز اشتیاق حسین قریشی: Ulema in Politics صفحہ ۱۰۲

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اس مداخلت کا سخت نوٹس لیا اور وہ چوتھی مرتبہ فوج لے کر ہندوستان میں وارد ہوا ۔ احمد شاہ ابدالی سیدھا دھلی کی طرف بڑھا اور جنوری ۱۷۵۷ میں دھلی میں داخل ہوگیا، وھاں اس نے ایک فاضل اور باصلاحیت سردار نجیب خان کو امیر الامراء کا لقب دیکر بادشاہ کا نگران مقرر کیا اور واپس ہوگیا ۔

(جاری)

© rasailojaraid.com